ویسے گھوڑے کی اس ہجو کے سلسلے میں ایک یہ توضیح بھی پیش کی گئی ہے کہ چونکہ اس زمانے میں تمام فوجی اور سماجی زندگی میں انحطاط کے آثار پیدا ہوگئے تھے لہذا سودا نے گھوڑے کو محض تمثیل کے طور پر پیش کیا اور اس کا سہارا لے کر اس زمانے کے مٹتے ہوئے فوجی نظام کا مذاق اڑایا — بے شک یہ توضیح بڑی حد تک درست ہے لیکن سودا نے گھوڑے کے علاوہ "ہاتھی" کی بھی ہجو لکھی ہے اور " ہاتھی " صرف زمانہ قدیم کے فوجی نظام کی نمائندگی کر سکتا ہے — بہر حال گھوڑے کی ہجو کا تمام انداز اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ سودا نے یہ ہجو فارسی ہجویات کی تقلید میں لکھی —— یہ دوسری بات ہے کہ اس خوبی سے لکھی کہ اس میں نہ صرف مقامی خصوصیات داخل ہوگئیں بلکہ اس میں ظرافت کے بہت سے قیمتی عناصر بھی شامل ہوگئے —

(بحیثیت مجموعی ہجو اس دور کی ایک نمایاں روش کی حیثیت رکھتی ہے اور ہمیں سودا کے علاوہ اور بھی بہت سے اردو شعرا اس کی طرف مائل نظر آتے ہیں)— چنانچہ دلی میں بقا اللہ بقا نے میر و مرزا کی ہجویں لکھیں اور جعفر زٹلی[1] نے ہجوگوئی کو اپنا ذریعہ معاش ہی بنا لیا — اسی طرح لکھنؤ میں میر حسن نے عظیم کشمیری — قصاب اور مکان پر بڑی مہذب اور پر لطف ہجویں لکھیں —

---

۱ — رام بابو سکسینہ نے تاریخ ادب اردو (ترجمہ عسکری ص ۲۰۹) میں ہزل گویان اردو کی فہرست میں جعفر زٹلی کے علاوہ زانی — چرکین اور افسق کے نام بھی لئے ہیں —